Al-Mahdi Research Journal
Vol. 03, No. 02 (July-Dec 2022)
ISSN (p): 2789-4142 ISSN (e):2789-4150

الہدایہ کے خصائص وامتیازات کا تحقیقی مطالعہ

A research based study of the characteristics of *Al-Hidayah*

Dr. Muhammad Talha Hussain

Lecturer, Government Graduate College, T. T. Singh
Email: hussaintalha7@gmail.com, https://orcid.org/0000-00026049-2508

Abstract:

This research paper examines the characteristics of the famous fiqh book, Al-Hidayah, by Marghinani. The paper aims to explore the structure, content, and influence of the book, as well as its contribution to the body of knowledge. The research questions are: what are the main characteristics of Al-Hidayah? How has Al-Hidayah influenced Islamic jurisprudence? What is the significance of Al-Hidayah in the Islamic legal tradition? The methodology used in this research paper includes a review of existing literature and a comparative analysis of the book with other works in the Islamic legal tradition. The results of the research indicate that Al-Hidayah is an important work in the Islamic legal tradition, as it provides a comprehensive overview of the fiqh, or Islamic jurisprudence. Al-Hidayah is also significant in that it provides a detailed analysis of the various schools of Islamic law, and its influence on Islamic jurisprudence has been profound. This research paper contributes to the body of knowledge by providing an in-depth examination of the characteristics of Al-Hidayah and its influence on Islamic jurisprudence. The conclusion of this paper is that Al-Hidayah is an important work in the Islamic legal tradition and its influence on Islamic jurisprudence has been far-reaching.

Key Words: History, Jurisprudence, *Fiqh*, Islamic literature, Hadith

الہدایہ امام مرغینانی کی لازوال تصنیف ہے جو چھٹی صدی ہجری میں لکھی گئی لیکن آٹھ صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کی اہمیت وافادیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ہر گزرتا دن فقہ و قانون کی دنیا میں اس کی اہمیت میں اضافہ کرتا چلا آیا ہے۔ وقتِ تالیف سے تاحال اس کتاب کو عوام وخواص کی مقبولیت حاصل رہی ہے اور محققین نے بے شمار پہلوؤں سے اس پر کام کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ امام مرغینانی کی اس بے مثال تصنیف کے خصائص اور امتیازات پر مشتمل ہے تاہم ابتدا میں امام مرغینانی کے مختصر حالاتِ زندگی کا بیان مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ صاحبِ کتاب کی جلالتِ شان کا ادراک ممکن ہو۔

صاحب الہدایہ کا اجمالی تعارف و سوانح:

صاحب الہدایہ علمی دنیا میں انتہائی قدر و منزلت اور مسلمہ حیثیت کے فقیہ کے طور پر جانے جاتے ہیں اور فقہی ثقاہت و بصیرت کی بنا پر متاخر فقہائے احناف میں امتیازی شان رکھتے ہیں۔ فقہ اسلامی کے موضوع پر آپ کی لازوال اور شہرہ آفاق تصانیف آپ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان کتب میں سے جو مقام و مرتبہ اور قبولِ دوام الہدایہ کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو نہ مل سکا۔ اس کتاب نے آپ کی علمی جلالت و عظمت کو ایسی حیثیت عطا کی کہ آج تک آپ عوام و خواص میں اپنے اصل نام کی بجائے کتاب الہدایہ کی نسبت سے ہی جانے جاتے ہیں۔

آپ کا اصل نام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل بن ابی بکر الفرغانی مرغینانی ہے۔ آپ کا مولد و مسکن مرغینان ہے جو ماوراء النہر کے علاقے میں واقع ولایت فرغانہ کا ایک شہر ہے۔ وادی فرغانہ سے ایک روسی دریا سیحون گزرتا ہے اور شہر مرغینان اسی کے مشرق میں واقع ہے۔[1] اسی کی نسبت سے آپ مرغینانی کہلاتے ہیں۔ آپ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔[2] راجح روایت کے مطابق صاحب الہدایہ کی ولادت 8 رجب 511 ہجری بروز پیر بعد نماز عصر ہوئی۔[3] بعض علماء نے سن ولادت 530 ہجری بمطابق 1135 عیسوی بھی بیان کیا ہے۔[4]

امام مرغینانی نے حصولِ علم کا آغاز اپنے آبائی وطن مرغینان ہی سے کیا۔ بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مروج طریقہ کار کے مطابق مختلف ممالک کا سفر بھی کیا۔ اس زمانے میں علم کا حصول تعلیمی سفر کے بغیر ادھورا سمجھا جاتا اور مشہور اساتذہ سے درس و استفادہ علمی کمال کے لیے ضروری تصور کیا جاتا تھا۔ عبد الحی لکھنوی بیان کرتے ہیں کہ:

> "امام مرغینانی نے 544ھ میں حج اور زیارتِ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے اپنی تمام تر تعلیم مرغنیان کے علاوہ دیگر بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے دوران حاصل کی۔ اس زمانے تک مسلمانوں کے ہاں تحصیلِ علم کا یہی طریقہ عام طور پر مروج تھا۔ مسلم فنِ تعلیم کی تقریباً ہر کتاب میں "رحلۃ لطلب العلم" یعنی حصول علم کے لیے سفر کے موضوع پر بڑا زور دیا گیا ہے۔"[5]

صدرالدین علی بن علی ابی العزنے اپنی کتاب "التنبیہ علی مشکلات الہدایہ" میں مرغینانی کے متعدد اسفار کی تفصیلات ذکر کی ہیں جنھیں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔[6] اپنے علمی سفر میں صاحب الہدایہ نے اپنے والد کے علاوہ علماء و فقہاء کی ایک بڑی جماعت سے کسبِ فیض کیا۔ آپ حصولِ علم کے سلسلے میں عدمِ تعطّل کو اپنے معاصرین پر غالب آنے کی وجہ قرار دیتے ہیں۔[7] عالمِ اسلام کے علماء و فقہاء کی ایک بڑی تعداد امام مرغینانی سے استفادہ کرنے والوں میں شمار ہوتی ہے جن میں ان کے بڑے صاحبزادے ابو بکر عماد الدین الفرغانی بھی شامل ہیں۔

امام مرغینانی حافظِ قرآن، مفسر، محدث، فقیہ، محقق و مدقق، ادیب و شاعر اور بہت بڑے اصولی تھے۔ آپ نہایت عبادت گزار اور زہد و تقویٰ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ تاہم ان کی شہرت کا امتیازی پہلو اُن کی فقہی و قانونی بصیرت اور علمی تبحر و تفحص ہے۔ امام مرغینانی کو فقہائے احناف میں اصحابِ ترجیح اور اصحابِ تصحیح کا درجہ حاصل ہے۔[8]

آپ کی وفات 593 ہجری بمطابق 1197 عیسوی میں 14 ذی الحجہ منگل کی شب ہوئی۔ سن وفات پر اکثر محققین متفق ہیں البتہ بعض علماء نے 594 ہجری بھی بیان کیا ہے۔ امام مرغینانی کا مزار سمرقند کے ایک قبرستان میں ہے جس میں تقریباً چار صد ایسے

افراد مدفون ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے۔[9] صاحبِ کتاب کے اجمالی تعارف کے بعد آئندہ سطور میں کتاب "الہدایہ" کے تعارف اور خصائص و امتیازات کو بیان کیا جاتا ہے۔

آغازِ تالیف:

امام مرغینانی نے الہدایہ کی تالیف کا آغاز ذی القعدۃ 573 ہجری میں کیا۔ تدریس و تالیف کے بارے آپ کا معمول تھا کہ بدھ کے دن اس کا آغاز فرماتے۔ آپ کے شاگرد برہان الاسلام الزرنوجی آپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی کام کا آغاز بدھ سے کیا جائے تو وہ ضرور پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ نیز ان کی روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ کا بھی یہی معمول تھا جس کی اقتداء بیشتر فقہاء آج تک کرتے نظر آتے ہیں۔[10]

امام مرغینانی نے الہدایہ کی تالیف میں تیرہ سال صرف کیے۔ اس پورے عرصہ میں آپ روزہ سے رہے اور کوشش کرتے رہے کہ کسی کو اس امر کی اطلاع نہ ہو۔ یہاں تک کہ جب خادم کھانا لاتا تو اسے کھانا رکھ کر جانے کا کہتے اور بعد میں وہ کھانا کسی طالبعلم یا ضرور تمند کو کھلا دیتے۔ خادم برتن خالی دیکھ کر سمجھتا کہ شائد آپ نے کھانا کھا لیا ہے۔ یوں اخلاص و تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھ کر الہدایہ کی تکمیل کی۔[11]

الہدایہ کے مشتملات:

صاحب الہدایہ نے اسی (80) جلدوں پر مشتمل کفایۃ المنتہی کو چار مناسب جلدوں میں مرتب کیا لیکن اختصار کے باوجود وثوق و جامعیت کا اعلیٰ معیار برقرار رکھا۔ پہلی دو جلدیں اولین اور آخری اخیرین کہلاتی ہیں۔ عبارت انتہائی جامع ہونے کی بناپر ہر جملہ وضاحت طلب ہے۔ یہ کہنا بجا ہو گا کہ یہ کتاب محدود الفاظ و عبارات میں لا محدود معانی و مطالب کا ذخیرہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

کتاب میں کل ستاون (57) کتب ہیں جو موضوعات کے اعتبار سے کئی ابواب و فصول میں منقسم ہیں۔ کتاب کا ابتدائی ایک چوتھائی حصہ عبادات کے احکام پر مشتمل ہے جس کا آغاز کتاب الطہارۃ سے ہوتا ہے جبکہ بقیہ تین چوتھائی اجتماعی و معاشرتی معاملات کے احکام سے متعلق ہیں۔ یہ کتاب تمام شعبہ ہائے حیات کے بنیادی قوانین و احکام کا احاطہ کرتی ہے۔ خواہ شخصی مسائل ہوں یا عائلی، میدانِ معیشت ہو یا سیاست، دیوانی معاملات ہوں یا فوجداری ہر پہلو کو موضوعِ سخن بنا کر صاحبِ الہدایہ نے احکام و مسائل مرتب فرمائے ہیں۔ دورانِ تحقیق الہدایہ کا زیرِ مطالعہ نسخہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی سے مطبوع اور نعیم اشرف بن نور احمد نے اس کی تحقیق و تخریج کی ہے۔ آٹھ جلدوں پر مشتمل اس نسخہ کی طباعت 1417 ہجری میں ہوئی۔

مسائل و دلائل کے ضمن میں الہدایہ کا اسلوبِ بیان:

صاحب الہدایہ نے مسائل و دلائل کے بیان میں جو اسلوب اختیار کیا ہے اس کو کماحقہ سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ مسائل و دلائل کی معرفت آسان ہو سکے:

1. احناف کے مابین اختلافی مسائل میں صاحب الہدایہ کا طرزِ استدلال یہ نظر آتا ہے کہ تمام اقوال مع دلائل اوّلاً ذکر کرتے ہیں اور آخر میں وہ قول اور اس کے دلائل پیش کرتے ہیں جو ان کے نزدیک مختار اور راجح ہو۔ عام طور پر ان کا رجحان امام

ابو حنیفہ کے قول کی جانب ہوتا ہے اس لیے ان کا قول اور مستدلات آخر میں ذکر کرتے اور دیگر فقہاء کے دلائل پر نقد کرتے ہیں تاہم بعض مقامات پر امام ابو یوسف و محمد کے قول کو آخر میں ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مسائل میں صاحب الہدایہ کا میلان ان حضرات کی جانب بھی ہے۔

2. صاحب الہدایہ کوئی بھی مسئلہ بیان کرتے ہوئے آیات واحادیث سے نقلی دلائل بیان کرنے کے علاوہ عقلی دلائل اور توجیہات بھی پیش کرتے ہیں۔ نصوص کو "الآیۃ" اور "الحدیث" کے الفاظ کے ذریعے جبکہ عقلی توجیہات کے بیان کے لیے "الفقہ فیہ کذا" کی اصطلاح اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح پہلے سے بیان کردہ مسئلہ کی جانب "لماذکرنا" اور سابقہ بیان کردہ نقلی یا عقلی دلیل کی جانب "لمابینا" کے الفاظ سے اشارہ کرتے ہیں۔

3. حاجی خلیفہ کی تحقیق کے مطابق صاحب الہدایہ اپنی کتاب میں "الاصل" سے محمد بن حسن الشیبانی کی المبسوط مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ عبارت میں "کذافی الاصل" کے الفاظ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ المبسوط میں یہ مسئلہ اسی طرح بیان ہوا ہے۔[12]

4. اکثر شارحین کے مطابق الہدایہ میں مذکور "المختصر" یا "الکتاب" سے مراد القدوری ہوتا ہے۔ البتہ بعض شارحین الکتاب کے لفظ کو سیاق وسباق کی بناپر کبھی الجامع الصغیر، کبھی القدوری اور کبھی اصل متن بدایۃ المبتدی کے لیے اشارہ تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح "قال" سے مراد بھی بعض اوقات الجامع الصغیر یعنی امام محمد، کبھی صاحب القدوری اور کبھی اپنا متن اور قول مراد لیتے ہیں۔

5. کسی حدیث کے معنی بیان کرتے ہوئے بسا اوقات یہ عبارت دیکھنے کو ملتی ہے کہ "ھذاالحدیث محمول علی المعنی" یعنی یہ حدیث فلاں معنی پر محمول ہے۔ اس کا مطلب صاحب الہدایہ کے نزدیک یہ ہوتا ہے کہ محدثین نے اس حدیث کے یہ معنی اور مفہوم بیان کیے ہیں۔ لیکن اگر امام موصوف "نحملہ" (یعنی ہم اسے محمول کرتے ہیں) کے الفاظ لائیں تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ حدیث کے یہ معنی ان کا اپنا اجتہاد ہے۔ ائمہ ومحدثین نے اس سے قبل حدیث کا یہ معنی بیان نہیں کیا۔

6. بیان مسائل میں بسا اوقات "قال مشائخنا" (یعنی ہمارے مشائخ نے فرمایا) کے الفاظ دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شارحین نے اس کی مراد میں مختلف آراء پیش کی ہیں۔ صاحب العنایہ کے نزدیک اس سے مراد ماوراء النہر، بخارا و سمرقند کے علماء و مشائخ ہیں۔ صاحب فتح القدیر کے نزدیک "فی دیارنا" سے یہی علاقے مراد ہیں۔ جبکہ علامہ قاسم کے بیان کے مطابق مشائخ سے مراد وہ علماء و محققین ہیں جن سے صاحب الہدایہ کی ملاقات نہ ہو سکی تھی۔

7. کتاب الہدایہ میں "قال رضی اللہ عنہ" سے اپنی ذات مراد لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں شارحین کا کہنا ہے کہ صاحب الہدایہ جہاں کہیں اپنا اجتہاد اور تصرف پیش کرنا چاہتے "قال العبدالضعیف عفااللہ عنہ" کے الفاظ لاتے۔ ان کی وفات کے بعد شاگردوں نے اس عبارت کو "قال رضی اللہ عنہ" سے بدل دیا۔ اوّل الذکر سے مصنف کا عجز وانکساری اور ثانی سے تلامذہ کی اپنے استاد سے محبت واحترام واضح ہوتا ہے۔

8. بیانِ مسائل میں اگر القدوری اور الجامع الصغیر کی عبارات میں اختلاف ہو تو الجامع الصغیر کی عبارت صراحتاً نقل کرتے ہیں۔

9. فقہاء کے مابین اختلافی مسئلہ کے آغاز میں "قالوا" کا لفظ لاتے ہیں جس سے مسئلہ کی اختلافی نوعیت اجاگر ہوتی ہے۔ بیانِ دلائل کے ضمن میں مخالفین کی جانب سے وارد کیے جانے والے اعتراضات کا رد بھی کرتے ہیں۔اس مقصد کے لیے موصوف سوال مقدر اور اس کے جواب کا طرز اپناتے ہیں۔"فان قيل" کے ذریعے ممکنہ اعتراض اور "قلنا" سے اس کا جواب اور رد پیش کرتے ہیں۔

10. الہدایہ میں متعدد مقامات پر "عندفلان" اور "عن فلان" کے الفاظ دیکھنے کو ملتے ہیں۔اوّل الذکر سے مراد کسی امام کا مذہب جبکہ ثانی سے مراد اس مسئلہ میں کسی امام کی روایت ہوتی ہے۔[13]

خصوصیات و امتیازات:

الہدایہ اپنے اسلوبِ بیان اور طرزِ استدلال کی بناپر ایک بے نظیر و بے مثال کتاب ہے۔اصل موضوع فقہ ہونے کے باوجود احادیث کا ایک عمدہ مجموعہ ہے۔حنفی مکتبِ فکر کی نمائندگی کے ساتھ ساتھ دیگر مکاتبِ فکر کے موقف کو بھی بیان کیا گیا ہے۔الہدایہ کو دیگر معاصر کتب پر فوقیت دینے والے امور و خصوصیات درج ذیل ہیں:

اوّل: نقلی و عقلی دلائل کا مجموعہ

صاحب الہدایہ اقوال فقہاء بیان کرتے ہوئے ہر ایک کے نقلی و عقلی دلائل بھی بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ کتاب نقل و عقل کا عمدہ نمونہ معلوم ہوتی ہے۔

دوم: دیگر مکاتبِ فکر کی آراء و اقوال کا مجموعہ

مذاہبِ اربعہ کی نمائندہ کتب میں سے الہدایہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اپنے مذہب کی نمائندگی کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے اقوال بھی اس میں مذکور ہیں۔دیگر معاصر کتب کے برعکس صاحب الہدایہ احناف کے موقف کے ساتھ ساتھ مالکی، شافعی و حنبلی فقہاء کی آراء اور اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔

سوم: احادیث کا اہم ذخیرہ

بیانِ دلائل کے ضمن میں نقلی دلائل کے التزام کی بدولت الہدایہ احادیث کا ایک اہم ذخیرہ معلوم ہوتی ہے۔تاہم صاحبِ الہدایہ روایت بیان کرتے ہوئے بیانِ سند کا التزام نہیں کرتے اور بسا اوقات محدثین کے نزدیک اس کا حکم بھی واضح نہیں کرتے۔ اس کمی کے ازالہ کے لیے مختلف علماء نے الہدایہ میں بیان کردہ احادیث کی تخریج اور تحقیق کی ہے جن کا تذکرہ الہدایہ پر ہونے والے علمی کام کے ذیل میں آئے گا۔ان شاء اللہ۔

چہارم: فقہ اور اصولِ فقہ کا بہترین مجموعہ

گو کہ الہدایہ کا اصل موضوع فقہ یعنی مسائل کا بیان ہے تاہم ہر مسئلہ کی اصل اور وجوہِ استنباط بیان کرنے کی بناپر یہ اصول فقہ کا بھی عمدہ نمونہ معلوم ہوتی ہے۔کتاب، سنت، اجماع اور قیاس سے دلائل دینے کے ساتھ ساتھ صاحب الہدایہ ان دلائل کی حجیت اور نظائر پر بھی بات کرتے ہیں جس سے مذکورہ دلائل کے بارے میں ان کے موقف کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

الہدایہ پر ہونے والے علمی کام کا جائزہ:

الہدایہ کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسکی تصنیف سے لے کر عصرِ حاضر تک علماء و محققین نے مختلف زاویوں سے مجالِ سخن بنایا ہے۔اس میں ودیعت کردہ نکات اوراسرار و رموز کو مختلف جہات عیاں کرنے اور عبارات کے مفاہیم و مطالب بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کسی نے شرح کے ذریعے اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کی تو کسی نے حواشی کے ذریعے مفاہیم کو واضح کیا۔کسی نے اس پر اضافہ تو کسی نے اس کا اختصار پیش کیا۔اسی طرح کتاب میں بیان کردہ احادیث کی تخریج پر بھی کئی محدثین نے کام کیا ہے۔ذیل میں الہدایہ پر ہونے والے علمی کام کی اہم جہات اور بعد ازاں ہر جہت کے تحت لکھی جانے والی چند بنیادی کتب بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔علمی کام کے حوالے سے درج ذیل جہات اہم ہیں:

- شروح
- حواشی
- تخریج الاحادیث
- اختصارات، تعلیقات وزوائد

شروح الہدایہ:

ابتدا سے اب تک الہدایہ کی بے شمار شروحات لکھی گئی ہیں۔جن میں محققین وشارحین نے صاحب الہدایہ کی فقہی وعلمی بصیرت پر روشنی ڈالی ہے۔صاحب الہدایہ کے بیان کردہ فقہی مسائل اور تحقیقات کے لاتعداد گوشے تفاصیل اور وضاحت کے ساتھ منظرِ عام پر آئے ہیں۔الہدایہ کی تمام شروحات کا تذکرہ طوالت کا باعث ہے اس لیے چند قابلِ ذکر شروحات ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے:

- **الفوائدالفقهية:** اس کے مصنف حمید الدین علی بن محمد بن علی الضریر البخاری ہیں۔یہ دو اجزاء پر مشتمل الہدایہ کی مشکلات کی شرح ہے۔حاجی خلیفہ کے مطابق فاضل مصنف الہدایہ کے اوّل شارح ہیں۔[14]
- **النهايةشرح الهداية:** السغناقی کے نام سے معروف حسام الدین حسین بن علی بن حجاج الحنفی اس کے مولف ہیں۔ انہوں نے ربیع الاول 700ہجری میں اس کی تکمیل کی۔
- **نهايةالكفايةفى دراية الهداية:** اس کے مصنف تاج الشریعۃ عمر بن صدر الشریعۃ الاول عبید اللہ ہیں۔یہ الہدایہ کی اوّلین شروح میں سے ہے۔
- **خلاصةالنهايةفى فوائدالهداية:** علاؤالدین محمود بن عبد اللہ بن صاعد المروزی کی تالیف ہے۔
- **غاية البيان ونادرةالاقران:** چھ بسیط جلدوں پر مشتمل امیر کاتب بن امیر عمر الحنفی کی تالیف ہے۔
- **الغايةشرح الهداية:** شمس الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی کی تالیف اور الہدایہ کی مفصل شروحات میں سے ہے۔مصنف نے کتاب الایمان تک شرح کی تھی کہ وقتِ اجل آپہنچا۔جس کے بعد سعد الدین بن محمد بن الدیری نے اس کی تکمیل کی۔
- شارح بخاری بدر الدین محمود بن احمد العینی نے بھی" البناية في شرح الهداية "کے نام سے شرح لکھی۔
- **فتح القدير:** اس کے مصنف کمال الدین محمد بن عبد الواحد ہیں جو ابن الہمام کے نام سے معروف ہیں۔یہ الہدایہ کی مشہور ترین شرح ہے۔مصنف نے کتاب الوکالۃ تک شرح لکھی تھی کہ وفات ہوگئی۔ قاضی زادہ نے اس کی تکمیل کی اور تکملہ کا نام"نتائج الافكارفي كشف الرموزوالاسرار"رکھا۔

- **العنایۃفی شرح الھدایۃ:** اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود البابرتی کی تصنیف ہے جو فتح القدیر کے ساتھ زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔[15]

الہدایہ کے حواشی:

علماء و محققین نے الہدایہ کے متعدد حواشی بھی تحریر فرمائے ہیں۔ ذیل میں چند بیان کیے جاتے ہیں:

- **حاشیۃالھدایۃ:** یہ جلال الدین عمر بن محمد الخبازی نے تحریر کیا جس کی تکمیل محمد بن احمد القونوی نے کی اور اس کا نام تکملۃالفوائد رکھا۔
- مصلح الدین مصطفیٰ بن شعبان السروری کا حاشیۃالھدایۃ۔
- علمائے برصغیر میں سے مولانا الٰہداد جونپوری، امام احمد رضا خان بریلوی، مولانا عبد الحلیم لکھنوی اور مولانا عبد الحی لکھنوی نے بھی الہدایہ پر حواشی تحریر فرمائے ہیں۔

احادیث الہدایہ کی تخریج:

صاحب الہدایہ نے فقہاء کی متدلات متعدد احادیث کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لیکن چونکہ الہدایہ کا بنیادی موضوع فقہ ہے اس لیے احادیث کی تخریج کی ضرورت محسوس نہیں کی اور نہ ہی روایت و درایت کے اصولوں کی روشنی میں صحت و ضعف کا حکم بیان کیا ہے۔ بعد میں آنے والے محدثین نے الہدایہ کی اس کمی کو پورا کیا اور احادیث الہدایہ کی تخریج پر کتب تحریر کی ہیں۔ نیز صحیح و ضعیف احادیث کے مابین امتیاز بھی کیا ہے۔ چند ایک یہ ہیں:

- **الکفایۃفی معرفۃ احادیث الھدایۃ:** دو جلدوں پر مشتمل علی بن عثمان بن ابراہیم کی کاوش ہے جو ابن الترکمانی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔
- **العنایۃفی معرفۃ احادیث الھدایۃ:** عبد القادر بن محمد بن محمد القرشی الحنفی کی تصنیف ہے۔
- **نصب الرایۃلاحادیث الھدایۃ:** جمال الدین عبد اللہ بن یوسف الزیلعی کی شاہکار تالیف ہے۔ بعض روایات کے مطابق ان کا نام یوسف بن عبد اللہ ہے۔ احادیث الہدایہ کی تخریج کے لیے اہم اور بنیادی کتاب تصور کی جاتی ہے۔ مولف نے تخریج کے ساتھ ساتھ ان احادیث کو بھی مکمل بیان کیا ہے جن کی طرف صاحب الہدایہ نے محض اشارہ کیا لیکن انہیں بیان نہیں فرمایا۔ اسی طرح ہر باب میں مخالفین کی متدلات احادیث کو بھی نقل کیا ہے۔ یوں اس کتاب کی اہمیت اور جامعیت واضح ہوتی ہے۔

اختصارات، تعلیقات و زوائد:

الہدایہ پر ہونے والے علمی کام کا ایک زاویہ اس کا اختصار، تعلیق اور زوائد کو بیان کرنا بھی ہے۔ علماء نے اس جہت سے بھی الہدایہ کی علمی خدمت میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ بعض نے ملخص و مختصر بیان کیا ہے تو بعض نے تعلیق و زوائد بیان کر کے الہدایہ پر اضافہ کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں چند اہم کاوشیں ذکر کی جاتی ہیں:

- ابراہیم بن احمد الموصلی نے "**سلالۃالھدایۃ**" کے نام سے اس کا اختصار کیا ہے۔
- **تلخیص الھدایۃ:** قاضی علاؤالدین محمود بن عبد اللہ بن صاعد کی تصنیف ہے۔

- **زوائدالهدایۃعلی القدوری:** علی بن نصربن عمرالمعروف بابن السوسی کی تالیف ہے۔ان فروعات پر مشتمل ہے جو مختصر القدوری میں نہیں لیکن صاحبِ الہدایہ نے انہیں بیان کیا ہے۔
- **الرعایۃفی تجریدمسائل الھدایۃ:** محمد بن عثمان بن موسیٰ المعروف بابن الا قرب کی تصنیف ہے۔
- **مہذب الھدایۃ:** محمد حسین الانصاری کی یہ تصنیف مخطوط شکل میں ہے۔
- شیخ سراج الدین عمربن علی الکتانی،السعد التفتازانی کے پوتے سیف الدین احمد اور محمد بن علی المعروف ببر کلی کی تعلیقات۔

الہدایہ پر ہونے والے علمی کام کا مکمل احاطہ کرنانہایت مشکل امر ہے۔چندزاویوں سے ہونے والے کام کی چند اہم کتب بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں جس سے الہدایہ کی علمی وقعت اور جلالتِ شان کا اندازہ ہوتا ہے۔تفصیل کے لیے مطولات کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

حاصل بحث:

الہدایہ امام مرغینانی کی شہرہ آفاق تصنیف ہے جو حنفی مکتبِ فکر کی امہات الکتب میں شمار ہوتی ہے۔طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود اس کتاب کی مقبولیت وافادیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ ہر گذرتا دن اس کی جلالتِ شان میں اضافہ کرتا چلا آیا ہے۔صاحب الہدایہ کا منفرد اسلوبِ بیان،مسائل کی سہل و غیر مبہم تشریح،دلائل کا اچھوتا چناؤ اور دیگر مکاتب کی آراء کا عمدہ و جامع ذکر اس کتاب کی افادیت کو مزید بڑھاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ احادیث کا بھی ایک وافر ذخیرہ کتاب میں دیکھنے کو ملتا ہے۔وقتِ تصنیف سے تاحال علماء و محققین نے مختلف زاویوں سے اس کتاب پر اپنی مساعی صرف کی ہیں جو اس کتاب کی مقبولیت کی واضح علامت ہیں۔عصرِ حاضر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ قدیم فقہی ذخیرے کو موضوعِ تحقیق بناکر عوام الناس کے استفادہ کی صورت پیدا کی جائے،آسان اور سہل زبان میں ان کے مسائل کو بیان کیا جائے اور اقتہ المقارن کی تشکیل میں ان سے مدد لی جائے۔

تجاویز وسفارشات:

1. فقہِ اسلامی کے موجود میسر سرمائے کو آسان پیرائے میں ڈھالنا عصرِ حاضر کی اہم ضرورت ہے جس کی تکمیل کا سامان مستحسن اور قابلِ ستائش ہے۔
2. فقہی مذاہب کی تعلیمات سے استفادہ کی کوشش کی جانی چاہیے۔اس مقصد کی خاطر ان کا جائزہ اور عصرِ حاضر میں استفادہ کی صورت واضح کرنا اہم ہے۔
3. فقہ المقارن کی تشکیل کے لیے بھی تمام فقہاء کی تعلیمات اور دلائل کا تجزیہ ضروری ہے تاکہ موجود میسر تمام مصادر اور ماخذ کی تحقیق و تفتیش سے ایک قابلِ عمل اور بہتر صورت سامنے آسکے۔
4. دیگر مسالک ومذاہب کے بارے میں برداشت اور احترام کے رویے کو فروغ دینے کے لیے بھی ضروری ہے کہ ان کی سرکردہ شخصیات اور خدمات کو زمانے میں متعارف کروایا جائے جو ان مسالک سے وابستہ افراد کے دلوں کو رام کرنے میں معاون ہو گا۔
5. جن تصنیفات پر کام جمود کا شکار رہا ایسے سرمائے کو مقامی زبان میں منتقل کرنا اور تعلیمات کو عام فہم انداز میں پیش کرنا بھی کثیر فوائد کا باعث بن سکتا ہے۔

حوالہ جات

---

1 ابو محمد عبد القادر ابن ابی الوفاء، الجواهر المضيئة فی طبقات الحنفية، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1992ء، ص 249۔

2 ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی، مقدمة الهداية، ادارۃ القرآن کراچی، 1417ھ، 1/11۔

3 ایضاً۔

4 عمر بن رضا ابن محمد راغب بن عبد الغنی کحالہ، معجم المولفين، دار احیاء التراث العربی بیروت، س ن، 7/45۔

5 ایضاً۔

6 علی بن علی ابی العز صدر الدین، التنبيه على مشكلات الهدايه، مکتبۃ الرشد الریاض، 2003ء، 1/17-19۔

7 برہان الاسلام الزرنوجی، تعليم المتعلم طريق التعلم، المکتب الاسلامی بیروت، 1981ء، ص 111۔

8 ایضاً۔

9 لکھنوی، مقدمة الهداية، 1/11۔

10 ایضاً ص 143۔

11 احمد بن مصطفی المعروف طاش کبریٰ زادہ، مفتاح السعادة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1985ء، 2/238۔

12 ایضاً 1/14۔

13 مزید خصوصیات کے لیے دیکھیے: لکھنوی، مقدمة الهدايه مع الهداية، 1/15۔

14 ابن قطلوبغا، تاج التراجم، ص 215۔

15 ابو العز علی بن علی الحنفی کی کتاب التنبیہ علی مشکلات الہدایہ پر تحقیق کرتے ہوئے محقق عبد الحکیم بن محمد شاکر نے الہدایہ کی ساٹھ (60) شروحات کا ذکر کیا ہے جنہیں وہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ ابو العز علی بن علی الحنفی، التنبيه على مشكلات الهدايه، 1/70۔